۸۵ ۹۰/۱۱۹

۱۷/۷/۱۴۱۰ھ
۲۰ ـــ ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ھذا کے بارے میں اذان و اقامت میں پہلی مرتبہ "اشہد ان محمداً رسول اللہ" کہتے ہوئے انگوٹھا چوم کر "صلی اللہ علیک یا رسول اللہ" پڑھنا اور دوسری مرتبہ کہتے وقت انگوٹھا چوم کر "قرۃ عینی بک یا رسول اللہ" پڑھنے کو حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۳۰۵، علامہ شامی نے شامی میں (۲/۸۴ رشیدیہ) اور اسی طرح جلالین کے حاشیہ میں یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما کی تفسیر میں مستحب قرار دیا گیا ہے، بریلوی حضرات یہ حوالے اپنی تائید میں پیش کرتے ہیں، ان کی تحقیق و تردید پوری بسط و تفصیل سے مطلوب ہے۔ امید ہے کہ جواب جلدی سے سرفراز فرمائیں گے۔

المستفتی: رضوان اللہ نوکوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

مذکورہ سوال میں دو امور تحقیق طلب ہیں

۱ ـــ اذان و اقامت میں انگوٹھا چوم کر آنکھوں پر لگانا۔

۲ ـــ حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی، ردالمحتار اور حاشیۃ الجلالین میں اس کے استحباب کا قول۔

دونوں امور میں قدرے تفصیل سے کچھ کلام ذیل میں ذکر کیا جائیگا۔

پہلی بحث: ـــ اذان و اقامت میں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا، مسنون ہے، مستحب ہے یا بدعت؟ اس بارے میں قول فیصل یہ ہے کہ مذکورہ فعل نہ تو مسنون ہے اور نہ ہی مستحب بلکہ بدعت ہے۔

دوسری بحث: ـــ چند کتب فقہ میں اس فعل کے استحباب کا ذکر۔

اس میں دو پہلو قابل غور ہیں، i مستدل حدیث ii اس حدیث کے ماخذ کا بیان۔

ان تینوں کتب میں جس حدیث کو بنیاد بنایا گیا ہے وہ یہ ہے۔

"ذکرہ الدیلمی فی الفردوس: من حدیث أبی بکر الصدیق: أنہ لما سمع قول المؤذن "اشہد ان محمداً رسول اللہ" قال ھذا وقبّل باطن الأنملتین السبابتین ومسح عینیہ. فقال صلی اللہ علیہ وسلم: من فعل مثل ما فعل خلیلی فقد حلت علیہ شفاعتی."

اور دوسری روایت جس کو بنیاد بنایا جاتا ہے، وہ یہ ہے۔

"عن خضر علیہ السلام: أنہ من قال حین یسمع المؤذن یقول "اشہد ان محمداً رسول اللہ": مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم یقبل إبہامیہ ویجعلھما علی عینیہ، لم یرمد أبداً"۔۔۔

Scanned by CamScanner

ان میں سے پہلی حدیث کے بارے میں علامہ سخاوی رحمہ اللہ، ملاعلی قاری
اور علامہ محمد طاہر پٹنی رحمہ اللہ نے "لایصح" کہتے ہوئے موضوع ہونے کا فیصلہ
کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:—

(المقاصد الحسنة للسخاوي: حرف الميم، رقم الحديث ۱۰۱۹، ص۴۲۰ دار الكتب العلمية)

(تذكرة الموضوعات لطاهر الفتني: ص۳۴، کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

(الموضوعات الكبرى للقاري: حرف الميم رقم ۸۲۹ ص۲۱۰ قدیمی کتب خانہ)

(النخبة البهية في الأحاديث المكذوبة: ۱/ ۱۱۲ المكتب الإسلامي)

اور پھر اس سے بھی آگے بڑھ کر علامہ شامی رحمہ اللہ اور علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے تو یہ
بھی کہہ دیا کہ مجموعہ احادیث میں اس مسئلے کے بارے میں کوئی صحیح مرفوع حدیث نہیں
چنانچہ فرماتے ہیں: "لایصح في المرفوع من كل هذا شيئ"۔ ملاحظہ ہو:

(حاشية ابن عابدين: كتاب الصلاة: ۲/ ۸۵، دار المعرفة بيروت)

(المقاصد الحسنة للسخاوي: حرف الميم، ص۴۲۱، دار الكتب العلمية)

اور مقاصد الحسنة کی تعلیقات میں تو صاف صاف لکھا ہے کہ:

وحكى الخطاب في شرح مختصر خليل حكاية أخرى غير هاهنا وتوسع
في ذلك ولا يصح شيئ من هذا في المرفوع كما قال المؤلف بل كله مختلف موضوع

(حاشية المقاصد الحسنة: ص۴۲۱- ۴۲۲، دار الكتب العلمية بيروت)

اور اگر یہ کہا جائے کہ مرفوع نہ سہی، موقوف تو ہے اور پھر ملا علی قاری رحمہ اللہ نے
بھی یہ بات لکھی ہے کہ جب اس حدیث کا رفع حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک صحیح
ہوگیا تو عمل کے لیے کافی ہے اور پھر اس پر مستزاد حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم "عليكم بسنتي و
سنة الخلفاء الراشدين" بھی ہے۔ ملاحظہ ہو (الموضوعات الكبرى ص۲۱۰ قدیمی)

تو اس بارے میں عرض ہے کہ اس مقام پر ملا علی قاری رحمہ اللہ سے ذہول ہوگیا ہے
اس لیے کہ اس مرفوع حدیث کی تو سند ہی ثابت نہیں ہے، تو پھر موقوفاً صحیح
ہونے کا کیا مطلب؟! یعنی یہ بات نہیں ہے کہ اگر مرفوع حدیث صحیح نہیں
ہے تو موقوف صحیح ہوگی کیونکہ یہ روایت ہی بے سند ہے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ
کی اس بات کے بارے میں علامہ عبد الفتاح ابو غدہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ عجیب
بات ہے کہ اس حدیث کو نقل کر کے ملا علی قاری رحمہ اللہ خود علامہ سخاوی رحمہ اللہ
کی تحقیق نقل کرنے کے بعد خود ہی اس کو عمل کے لیے کافی کہہ رہے ہیں اس کا تو لازمی
نتیجہ نکلتا ہے کہ ملا علی قاری رحمہ اللہ کا بعد میں ذکر کردہ قول ان کی خطاء ہے، ملاحظہ ہو

ومن العجيب أن المؤلف لما نقل في الموضوعات الكبرى قول السخاوي
"وأورده الشيخ أحمد الرداد في كتابه موجبات الرحمة" بسند فيه مجاهيل مع انقطاعه
عن الخضر عليه السلام وكل ما يروى في هذا فلا يصح رفعه البتة"
تعقبه بقوله: وإذا ثبت رفعه إلى الصديق فيكفي العمل به لقوله عليه السلام

Scanned by CamScanner

عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين. انتهى" فكان تعقبه لا معنى له إلا الخطأ،
إذ لم يصح اسناده إلى أبي بكر،
(المصنوع في معرفة الحديث الموضوع، رقم الحديث ۳۰۰ ص۱۶۶، ۱۶۵ سعید)

اوراگر اس حدیث کو "حسن" یا "ضعیف" مانا جائے (جیسا کہ مفتی احمد یار خان صاحب نے جاء الحق ص۳۷، مکتبہ اسلامیہ لاہور" پر لکھا ہے کہ صحیح نہ ہونے سے کسی روایت کا ضعیف ہونا لازم نہیں آتا، کیونکہ صحیح کے بعد درجہ حسن باقی ہے لہذا یہ حدیث حسن بھی ہو تو کافی ہے) تو ایسا ممکن نہیں ہے کیونکہ کتب ضعفاء میں جب "لا یصح" کا لفظ کسی حدیث کے بارے میں بولا جاتا ہے تو اس سے مراد موضوع ہی ہوتا ہے نہ کہ حسن یا ضعیف۔ جیسا کہ الشیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمہ اللہ نے المصنوع کے مقدمہ میں اس بات کو تفصیل سے ذکر کیا ہے، ملاحظہ ہو۔

قولهم في الحديث: لا يصح، أو لا يثبت ...... ونحو هذه التعابير إذا قالوه في كتب الضعفاء أو الموضوعات، فالمراد به أن الحديث المذكور موضوع، لا يتصف بشيئ من الصحة. وإذا قالوه في كتب أحاديث الأحكام، فالمراد به نفي الصحة الاصطلاحية.

(المصنوع في معرفة الحديث الموضوع: ص۲۷، قدیمی)

بلکہ علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ نے تو اس بات کو صاف بیان کیا ہے کہ کتب ضعفاء میں جس حدیث کے بارے میں "لا یصح" کہہ دیا جائے اس سے حسن بھی مراد نہیں لے سکتے بلکہ وہ حدیث باطل ہے، ملاحظہ ہو۔

إن قول النقاد في الحديث: إنه لا يصح، بمعنى أنه باطل، في كتب الضعفاء والمتروكين، لا بمعنى أنه حسن وإن لم يكن صحيحاً كما نص على ذلك أهل الشأن، بخلاف كتب الأحكام، كما أوضحت ذلك في مقدمة "انتقاد المغني"

(مقالات الكوثري: حول حديثين في حديث من أحاديث رمضان ص۴۲، دار السلام)

چنانچہ "جاء الحق" والی عبارت کا کسی درجہ میں اعتبار نہیں ہے اور یہ حدیث

جاری ہے ....

Scanned by CamScanner

کسی لحاظ سے قابل عمل نہیں ہے۔

اب رہ گئی دوسری روایت "جو حضرت خضر علیہ السلام سے مروی ہے" کے بارے میں علامہ سخاوی رحمہ اللہ، علامہ طاہر پٹنی رحمہ اللہ اور ملا علی قاری رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اس روایت کی سند میں بہت سے راوی ایسے ہیں جو مجہول ہیں ان کے حالات ہی اسماء الرجال کی کتب میں نہیں ملتے اور پھر یہ روایت منقطع ہے لہذا یہ روایت بھی قابل عمل نہیں ہے ملاحظہ ہو۔

وكذا ما أورده أبو العباس أحمد بن أبي بكر الرداد اليماني المتصوف في كتابه "موجبات الرحمة وعزائم المغفرة" بسند فيه مجاهيل مع انقطاعه عن الخضر عليه السلام أنه: من قال حين يسمع .... الخ

(المقاصد الحسنة للسخاوي: حرف الميم ص ۴۲۱ دار الكتب العلمية)

(الموضوعات الكبرى: حرف الميم، رقم الحديث ۸۲۹، ص ۲۱۰، قديمي)

(تذكرة الموضوعات لطاهر الفتني: ص ۳۴، مجيدية ملتان)

الغرض! یہ تو ان روایات کا حال تھا جن سے استدلال کیا جاتا ہے اب ایک نظر ان کتب پر ڈال لی جائے جن کتب میں سے یہ روایات نقل کی جاتی ہیں! یا جن کتب میں یہ مسئلہ مذکور ہے۔

چنانچہ: علامہ طحطاوی رحمہ اللہ نے یہ مسئلہ کنز العباد اور فردوس الدیلمی سے نقل کیا ہے اور جلالین کے حاشیے میں بھی یہ روایت کنز العباد ہی سے نقل کی گئی ہے۔ اور علامہ شامی رحمہ اللہ نے اس روایت کے مآخذ میں کنز العباد، قہستانی، فتاوی الصوفیہ اور کتاب الفردوس کا حوالہ دیا ہے۔ مجموعی طور پر مذکورہ کتب سب غیر معتبر ہیں سوائے اس کے کہ ان میں درج کسی مسئلہ یا روایت کی تائید دوسری کتب معتبرہ سے ہو جائے، چنانچہ "کنز العباد" کے بارے میں علامہ عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:-

وكذا: كنز العباد، فإنه مملوء من المسائل الواهية والأحاديث الموضوعة لا عبرة له، لا عند الفقهاء ولا عند المحدثين، قال علي قاري في طبقات الحنفية:

جاری ہے ....

علي ابن أحمد الغوري له كتاب جمع فيه مكروهات المذهب سماه "مفيد المستفيد"

وله "كنز العباد" في شرح الأوراد. قال العلامة جمال الدين المرشدي:

فيه أحاديث سمجة موضوعة لا يحل سماعها. انتهى.

(النافع الكبير على الجامع الصغير: ص ۲۹ ادارة القرآن كراتشي)

"فتاوى الصوفیہ" کے بارے میں علامہ لکھنوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وكذا: "الفتاوى الصوفية" لفضل الله محمد بن أيوب المنتسب إلى ماجو

تلميذ صاحب جامع المضمرات شرح القدوري يوسف بن عمر الصوفي.

قال صاحب كشف الظنون: قال المولى البركلي: الفتاوى الصوفية ليست من الكتب

المعتبرة، فلا يجوز العمل بما فيها إلا إذا علم موافقتها للأصول. انتهى.

(النافع الكبير على الجامع الصغير، ص ۳۰، ادارة القرآن، كراتشي)

(وكذا في عمدة الرعاية على شرح الوقاية ص ۱۲ امدادية، ملتان)

"فردوس للدیلمی" کے بارے میں شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

دریں کتاب از موضوعات و واہیات تودہ تودہ مندرج.

(بستان المحدثین (فارسی) بحث فردوس الدیلمی ص ۱۶۲، سعید)

"کوہستانی" کے بارے میں علامہ لکھنوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وقال المولى عصام الدين في حق القهستاني: إنه لم يكن من تلامذة شيخ

الإسلام الهروي: لا من أعاليهم ولا أدانيهم، وإنما كان دلال الكتب في

زمانه، ولا يعرف الفقه ولا غيره بين أقرانه ويؤيده أنه جمع في شرحه هذا

بين الغث والسمين، والصحيح والضعيف من غير تصحيح ولا تدقيق فهو

كحاطب الليل جامع بين الرطب واليابس في النيل وهو العوارض في

ذم الروافض. انتهى.

(النافع الكبير على الجامع الصغير، ص ۲۷ ادارة القرآن كراتشي)

.... جاری ہے۔

Scanned by CamScanner

وقال العلامة ابن عابدين:

والقهستاني كجارف سيل وحاطب ليل.

(تنقيح الفتاوى الحامدية: كتاب الحظر والإباحة، ٢ / ٣٥٦، حقانية)

(وكذا في عمدة الرعاية على شرح الوقاية، ص ١١، امدادية، ملتان)

ان کتب سے مسئلہ لینے کے حکم کے بارے میں علامہ لکھنوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

والحكم في هذه الكتب المعتبرة أن لا يؤخذ منها ما كان مخالفا لكتب الطبقة الأعلى ويتوقف في ما وجد فيها ولم يوجد في غيرها ما لم يدخل ذلك في أصل شرعي.

(النافع الكبير على الجامع الصغير ص ٣٠، ادارة القرآن كراتشي)

یہ تھے ان کتب کے حالات جن سے روایات لی گئی ہیں لہذا ان کتب اور ان سے لئے گئے مسئلہ سے اجتناب کرنا بہر حال ضروری ہے۔

اب آخر میں اس بات کے بارے میں جان لینا چاہیے جو علامہ طحطاوی رحمہ اللہ نے مراقی الفلاح کے حاشیہ میں لکھی "ومثله يعمل في فضائل الأعمال".

حالانکہ فضائل اعمال میں ان روایات کو لیا جاتا ہے جو صحیح ہوں یا حسن ہوں، یا ہلکے درجے کی ضعیف ہوں (اور آخر کی پر بھی اس وقت عمل کی گنجائش ہے جب اس میں شرائط ضعیف حدیث پائی جاتی ہوں) نہ کہ موضوع یا شدید ضعف والی احادیث کو۔ اور حدیث مذکورہ کے بارے میں تو پوری تفصیل پیچھے گزر چکی ہے (کہ یہ موضوع حدیث ہے نہ کہ حسن یا ضعیف)۔ چنانچہ علامہ طحطاوی رحمہ اللہ کے اس قول کے بارے میں علامہ عبد الفتاح ابو غدہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ولا تغتر بقول الطحطاوي في حاشيته على مراقي الفلاح آخر باب الأذان "بعد ذكره هذا الحديث عن كتاب الفردوس وكذا روي عن الخضر عليه السلام، ومثله يعمل في فضائل الأعمال" فهو كلام مردود، لما قاله الحافظ..... وقال الحافظ ابن تيمية في منهاج السنة: إن كتاب الفردوس فيه من الأحاديث الموضوعة... الخ

(المصنوع في معرفة الحديث الموضوع: ص ١٧٠، قديمي كتب خانه)

اس پوری بحث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس روایت پر عمل کرنے کی بالکل گنجائش نہیں ہے اس کا ترک ضروری ہے۔

اور اس سے علامہ طحطاویؒ اور علامہ شامیؒ پر کوئی زد نہیں پڑتی کہ انہوں نے استحباب کا قول ذکر کیا ہے، ایسا انہوں نے آج سے دو صدیاں قبل فرمایا تھا لیکن یہ اس دور میں بدعتیوں کے ہاں اس میں غلو نہ ہو اس لیے انہوں نے استحباب کا حکم لگایا وگرنہ دوسری بہت سی بدعات کی طرح اس پر بھی بدعت کا ہی حکم لگایا جاتا۔ اور فقہ کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ جب امر مستحب کو اس کے درجہ سے بڑھا دیا جائے تو وہ امر ممنوع ہو جاتا ہے اور یہ بات روز روشن کی طرح سامنے ہے کہ لوگ اس مسئلہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص تعظیم اور سنت مقصودہ سمجھتے ہیں اور نہ کرنے والے کو لعن طعن کرتے ہیں اور حنفیت کے خلاف اور اہلسنت والجماعت سے خارج سمجھتے ہیں، حالانکہ اگر یہ عمل اتنا ضروری ہوتا تو اذان جیسا عظیم الشان عمل جس طرح تواتر کے ساتھ منقول ہے ایسے ہی یہ عمل تواتر کے ساتھ اور کتب معتبرہ میں منقول ہوتا جبکہ اس کے بخلاف یہ عمل احادیث موضوع اور چند کتب غیر معتبرہ میں منقول ہے

ملاحظہ ہو:-

قال ابن منير: فيه أن المندوبات قد تنقلب مكروهات إذا رفعت عن مرتبتها .... الخ

(فتح الباري: كتاب الصلاة، باب الانفتال والانصراف عن اليمين، ٢/ ٣٣٠، قديمي)

قال الطيبي: وفيه أن من أصر على أمر مندوب وجعله عزما ولم يعمل بالرخصة، فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال فكيف من أصر على بدعة أو منكر.

(مرقاة المفاتيح: كتاب الصلوة باب الدعاء في التشهد الفصل الأول رقم ٩٤٦، ٣/ ٣١، رشيدية)

(السعاية: كتاب الصلوة، باب صفة الصلاة: ٢/ ٢٦٣، سهيل اكيڈمي)

(التعليق الصبيح، كتاب الصلوة، باب الدعاء في التشهد: ١/ ٥٤٢ رشيدية)

اب آخر میں بعینہ اسی قسم کے سوال کے جواب میں دیا گیا علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں

جاری ہے ....

Scanned by CamScanner

این تقبیل را در بعض کتب فقه مستحب نوشته است نه واجب و نه سنت مثل کنز العباد و خزانة الروایات و جامع الرموز و فتاوی صوفیه وغیره مگر در اکثر کتب معتبره متداوله نشان آن نیست در آن کتب که در آنها این مسئله مذکور است غیر معتبر اند چنانکه جامع الرموز و فتاوی صوفیه و کنز العباد وغیره اینوجه که درین کتب رطب و یابس بلا تنقیح مجتمع است تفصیل آن در رساله "من النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر" موجود است درین باب فقهاء نقل میکنند آنها بتحقیق محدثین صحیح نیستند ....الخ

(مجموعة الفتاوی: کتاب الکراهیة، ۲/ ۳۲۵، رشیدیة) فقط

والله تعالی أعلم بالصواب

کتبه
محمد راشد ڈسکوی
المتخصص في الفقه الإسلامي
بالجامعة الفاروقية بكراتشي
۳/ ۷/ ۳۰ھ

الجواب صحیح
[illegible]
۱۷/ ۷/ ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح
[illegible]
۲/ ۷/ ۳۰ھ

Scanned by CamScanner